# پیشگی حقوق

## معاف کرنے کی شرعی حیثیت

صَلَّ اللّٰہُ عَلٰی

حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

اِزَالَۃُ الْخَفَا فِیْمَنْ تَصَدَّقَ بِعِرْضِہٖ وَعَفَا

اپنے حقوق پیشگی مُعاف کرنیوالے کے بارے میں شُبہات کا ازالہ

المعروف

# پیشگی حقوق

ذوالہ

## معاف کرنے کی شرعی حیثیّت

علم و حکمت کے انمول موتیوں پر مشتمل ایک تحقیقی رسالہ

اُستاذ الفقہ مُفتی علی اصغر عطاری مدظلہ العالی

## فہرست مضامین

## انتساب

اپنے پیرومرشد

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت

حضرت مولانا **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جنہوں نے احیائے سنت کو مقصدِ زندگی بنایا

نفرتوں کے اس دور میں عفوودرگزر کو پھیلایا

جن کا علم، جن کا عمل زمانے کو نفع پہنچارہا ہے

کوئی سن کر اور کوئی دیکھ کر جذبہ پارہا ہے

تو کوئی حیران ہے کہ یہاں تو

پیشگی حق بھی معاف کیا جارہا ہے

کیوں کہ یادگارِ اسلاف ہیں یہ ‏ ‏ ‏ جامعُ الاوصاف ہیں یہ

لوگ تو اپنوں کا دباتے ہیں گلا ‏ ‏ ‏ کرتے دشمن کو بھی مُعاف ہیں یہ

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ زید جو کہ مقتدیٰ اور معظم دینی ہے وہ وقتاً فوقتاً مجمع عام میں اظہار کرتا رہتا ہے کہ میں نے اپنے نہ صرف تلف شدہ حقوق معاف کیے بلکہ آئندہ بھی جو میری حق تلفی کرے اسے بھی میں نے معاف کیا۔

اس پر عمرو کا کہنا ہے کہ ''ایسا کرنا درست نہیں ہے اور اس معافی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، نہ ہی ایسی معافی شرعاً مؤثر ہوگی وہ کسی کو پیشگی کوئی ایسا حق معاف نہیں کرسکتا جب تک اس کا اِتلاف (یعنی تلَف کرنا) نہ پایا جائے اسلاف میں بھی اس طرح پیشگی حقوق معاف کرنے کی کوئی نظیر نہیں یہ پیشگی حقوق معاف کردینے کا قول بہت سی دینی اور دنیاوی مصلحتوں کے خلاف ہے۔'' واضح فرمائیں کہ پیشگی معافی سے متعلق عمرو کی یہ باتیں درست ہیں یا نہیں؟

سائل: محمد عارف کھارادر کراچی



بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملك الوهاب

اللهم هداية الحق والصواب

زید کا طرزِ عمل لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔ زید کی سوچ بلاشبہ اسلاف کی پیروی کی عکاس اور عامۃ المسلمین کے ساتھ جذبۂ خیر خواہی کی غماز ہے جبکہ عمرو کے سوچنے کا انداز غلط ہے اس کا موقف حقیقت کے خلاف ہے، جس کا بنیادی سبب کم علمی ہے۔ کوئی بھی سوچ اور نظریہ جب قرآن وسنّت اور تعلیماتِ علمائے ملت کے متصادم ہو تو ایسی سوچ کو مردود قرار دیا جاتا ہے۔ عمرو اپنے موقف میں تفریط کا شکار ہے جب کہ حق بات کے لئے ضروری ہے کہ وہ افراط (یعنی حد سے بڑھ جانا اور غلو کرنا) اور تفریط (یعنی حد سے کمی اور تقصیر کرنا) دونوں سے پاک اور اسلاف کی تعلیمات کے مطابق ہو۔ عمرو پر لازم ہے کہ اپنے موقف سے رجوع کرے۔

پیشگی حقوق معاف کرنے سے متعلق ہم جو جواب تحریر کر رہے ہیں اس کا انداز کچھ یوں ہوگا کہ پہلے تمہید ذکر کی جائے گی پھر بحث اول قائم کی جائے گی جس میں پیشگی معافی کے جواز پر مشتمل دلائل ذکر کیے جائیں گے اس کے بعد بحث دوم میں مسئلہ کی تنقیح اور ازالہ اوہام ہوگا آخر میں رفع اشکال کا مرحلہ ہوگا۔

## تمہید

جب غصّہ قرار پکڑ جائے تو حقد یعنی کینہ جنم لیتا ہے اور کینہ ایک انتہائی مذموم صفت ہے جسے اُمُّ الامراض قرار دیا گیا ہے۔ امام غزالی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الوالی کینہ

کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"و معنى الحقد ان يلزم قلبه استثقاله والبغضة له والنفار عنه و ان يدوم ذلك ويبقى"

یعنی کینہ کا معنی یہ ہے کہ کسی سے نفرت کرتے ہوئے بھاری جاننا اور اس سے نفرت کرنا اور اس چیز کو اپنے دل میں بسالینا۔

(احیاء العلوم مع اتحاف، ج9، ص453، مطبوعه بیروت)

**امام غزالی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الوالی** نے کینہ کو اُمُّ الامراض قرار دیتے ہوئے آٹھ وہ برائیاں بیان کی ہیں جو کینہ سے پیدا ہوتی ہیں۔کینہ کا علاج عفو، احسان اور صلہ رحمی ہے۔امام غزالی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الوالی کینہ کو پیش نظر رکھ کر لوگوں کے تین درجے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"والأولى أن يبقى على ما كان عليه، فان أمكنه أن يزيد فى الاحسان مجاهدة للنفس و أرغاماً للشيطان فذلك مقام الصديقين و هو من فضائل أعمال المقربين۔ فللمحقود ثلاثة أحوال عند القدرة۔أحدها: أن يستوفى حقه الذى يستحقه من غير زيادة و نقصان و هو العدل۔الثانى: أن يحسن اليه بالعفو والصلة، و ذلك هو الفضل۔الثالث:أن يظلمه بما لا يستحقه و ذلك هو الجور، وهو اختيار الأراذل، والثانى: هو اختيار الصديقين، والأوّل: هو منتهى درجات الصالحين"

یعنی: بہتر یہ ہے کہ جس کے متعلق کینہ پیدا ہو رہا ہو اس سے عام برتاؤ رکھے اور اگر نفس



سے مجاہدہ اور شیطان کی مخالفت کرتے ہوئے اس آدمی پر احسان سے کام لے کہ جس سے کینہ دل میں پیدا ہوا تو یہ صدیقین کا مقام ہے اور اعمالِ مقربین کا حاصل ہے۔جس سے متعلق کینہ ہو اس کے حوالے سے لوگوں کی تین حالتیں ہیں۔

**اول**:۔باوجود غیض وغضب کے اس کا کوئی حق نہ مارا جائے بلکہ اس کو پورا حق دیا جائے اور اپنے کینے کی وجہ سے کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے یہ طرزِ عمل عدل کہلاتا ہے۔

**دوم**:۔بجائے بدلہ لینے کے اس کے ساتھ عفو و درگزر اور صلۂ رحمی کے ذریعہ اس کے ساتھ نیکی کی جائے۔

**سوم**:۔اپنی نفرت اور انتقام کی آگ کو بڑھاتے ہوئے اس کے ساتھ زیادتی کرنا اور جس کا وہ مستحق نہ ہو اسے وہ سزا دینا یہ ظلم ہے۔ایسا کرنا کمینے لوگوں کا طریقہ ہے۔

مذکورہ بالا تین صورتوں میں سے دوسری صورت صدیقین کا طرزِ عمل جبکہ پہلا طریقہ صالحین کا انتہائی درجہ ہے۔

(احیاء العلوم مع اتحاف، ج9، ص456،مطبوعه بیروت)

**امام غزالی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الوالی** کی گفتگو کا نچوڑ یہ نکلا کہ کینہ کی کاٹ عفو و درگزر اور احسان سے ہے یہاں عفو کے مختلف درجے ہیں۔کوئی درجۂ عدل میں رہ کر اس پر عمل کرتا ہے اور صالحین کا طریقہ اپناتا ہے تو کوئی درجۂ فضل میں رہ کر اس پر عمل کرتا ہے اور صدیقین کے طریقہ کو اپناتا ہے۔

صالحین اور صدیقین کے درجے میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ صدیقین خطا

کرنے والے اور حق تلفی کرنے والے کو صرف معاف ہی نہیں کرتے بلکہ اس پر احسان بھی کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ دلوں کے کینہ سے پاک ہونے کا اعلیٰ درجہ ہے۔

دل کو کینہ سے پاک کرنے کیلئے حضرات اولیاء کا یہ طرزِ عمل رہا کہ وہ نہ صرف گذشتہ خطاؤں اور حق تلفیوں کو معاف کر دیا کرتے تھے بلکہ زمانہ مستقبل میں پیش آنے والے حقوق سے متعلق بھی اپنا یہ ذہن بناتے، بلکہ اس کا اظہار بھی کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے آئندہ تلف کئے جانے والے حقوق بھی معاف کر دیئے اور اس طرزِ عمل سے جہاں وہ اچھی نیت کا ثواب پاتے وہیں وصف عفو کے اعلیٰ ترین درجہ پر عمل پیرا ہوتے۔

پیشگی معافی کا جو فائدہ ما قبل بیان کیا گیا بعینہ یہی بات مدارج السالکین میں درج ہے چنانچہ اس میں ہے:۔

"و فی ھذا الجود من سلامة الصدر و راحة القلب و التخلص من معاداة الخلق ما فیه۔

یعنی اس طرزِ عمل کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں دل سلامت رہتا ہے قلبی راحت نصیب ہوتی ہے اور لوگوں کی نفرت اور دشمنی کو دل میں جگہ نہیں مل پاتی۔

(مدارج السالکین صفحہ 574 دار الکتاب العربی بیروت)

## پیشگی معافی پر علمائے ملت کے کلمات ثناء کا اسلوب

علمائے ملت نے پیشگی معافی کے مبارک عمل کو اپنے اپنے انداز میں جس خوبی اور تنوع کے ساتھ بیان فرمایا کہ جس اس کے پڑھنے کے بعد پیشگی معافی کے جواز بلکہ فضیلت میں کوئی شک نہیں رہتا۔



## امام ابوبکر جصاص علیہ الرحمۃ کا انداز بیان

چنانچہ امام ابوبکر جصاص علیہ الرحمۃ نے "احکام القرآن" میں صدقے کے مختلف اطلاقات بیان کرتے ہوئے جامع کلام کیا۔ چنانچہ آپ صدقے پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أما الصدقة فعلى وجوه منها الصدقة بالمال على الفقراء فرضا تارة ونفلا أخرى ومنها معونة المسلم بالجاه والقول كما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال كل معروف صدقة وقال صلى الله عليه وسلم على كل سلامى من ابن آدم صدقة وقال النبى صلى الله عليه وسلم أيعجز أحدكم أن يكون مثل أبى ضمضم قالوا ومن أبو ضمضم؟ قال رجل ممن كان قبلكم كان إذا خرج من بيته قال اللهم أنى قد تصدقت بعرضى على من شتمه فجعل احتماله أذى الناس صدقة بعرضه عليهم"

یعنی صدقہ کی کئی اقسام ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فقراء پر مال کا صدقہ کیا جائے یہ صدقہ کبھی بطور فرض ادا کیا جاتا ہے اور کبھی نفلی طور پر۔ صدقے کی دوسری قسم یہ ہے کہ اپنی جاہ اور حیثیت یا گفتگو کے ذریعے کسی مسلمان کے کام آنا اس کی مشکل دور کرنا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہر اچھائی صدقہ ہے" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کیا کوئی عاجز ہے ابو ضُمْضَم کی طرح ہو جائے۔ صحابہ نے پوچھا کہ ابو ضُمْضَم کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کی امتوں میں ایک شخص تھا جب وہ

گھر سے نکلتا تو کہتا اے اللہ میں نے اپنی عزت اس پر صدقہ کی جو مجھے گالی دے، یعنی اسے معاف کیا۔ ابو ضَمْضَم کے عمل میں خوبی اور صدقے کا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی عزت لوگوں پر صدقہ کر کے انہیں عذاب کی تکلیف سے بچانے کا ارادہ کیا۔ (یوں ''ہر اچھائی صدقہ ہے'' کے تحت یہ عمل بھی عمدہ صدقہ ہے)

(احکام القرآن للجصاص صفحہ 281 جلد 2 مطبوعہ لاہور)

## امام قرطبی کا انداز بیان

امام قرطبی نے سورہ بقرہ کی آیت 245 کے تحت گیارہ نکات پر گفتگو کی آیت اور اس کا ترجمہ یہ ہے:

"مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافاً كَثِيرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ"

**ترجمۂ کنز الایمان:** ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گُنا بڑھادے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا۔

امام قرطبی اس آیت کے تحت آٹھویں نکتہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الثامنة۔ القرض يكون من المال وقد بينا حكمه ويكون من العرض؛ وفى الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم" :أيعجز أحدكم أن يكون كأبى ضمضم كان إذا خرج من بيته قال اللهم إنى قد تصدقت بعرضى على عبادك ."وروى عن ابن عمر :أقرض من عرضك ليوم فقرك؛ يعنى من سبك فلا تأخذ منه حقا ولا تقم عليه حدا حتى تأتى يوم القيامة



موفر الأجر"

**ترجمہ:** آٹھواں نکتہ یہ ہے کہ قرض دے کر مسلمان کی خیر خواہی کبھی مال کے ذریعے ہوتی ہے اور اس کا حکم ہم بیان کر چکے اور قرض کبھی عزت کی بخشش کے ذریعے ہوتا ہے، حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کیا کوئی عاجز ہے ابو ضَمْضَم کی طرح ہو جائے۔ صحابہ نے پوچھا کہ ابو ضَمْضَم کون ہے؟ ارشاد فرمایا تم سے پہلے کی امتوں میں ایک شخص تھا جب وہ گھر سے نکلتا تو کہتا اے اللہ میں نے اپنی عزت تیرے بندوں پر صدقہ کی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ارشاد فرماتے: ''اپنے عزت کو فقر یعنی قیامت کے دن کے لئے قرض پر دے دو'' یعنی جو تجھے گالی دے تو اس سے نہ تو اپنا حق طلب کر اور نہ ہی اس پر حد کا تقاضا کر بلکہ انتظار کر یہاں تک کہ قیامت کا دن آئے گا تو تجھے خوب اجر ملے گا۔ یوں تیری معافی اور بخشش کے بدلے تجھے اجر ملے گا۔

(الجامع لاحکام القرآن صفحہ 231 جلد 3/4 مطبوعہ کوئٹہ)

## خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ علمائے ملت نے مختلف انداز میں تقریر قلم بند کرتے ہوئے پیشگی معافی کو ایک عمدہ نیکی قرار دیا۔ چنانچہ امام ابو بکر جصاص نے اس عمل کو صدقہ کی صورت مان کر نیکی قرار دیا۔ امام قرطبی نے قرض حسنہ کی ایک صورت قرار دے کر پیشگی معافی کو نیکی ٹھہرایا اور بعض علماء نے جود و سخا کی کی ایک صورت بھی قرار دے کر پیشگی معافی کو نیکی قرار دیا۔

# بحث اول

پہلی بحث میں ہم دلائل کے ساتھ یہ ثابت کریں گے کہ پیشگی اپنے حقوق معاف کرنا مستحسن کام ہے۔جس پر عمل کرنے والا متعدد فضائل کا مستحق قرار پاتا ہے۔

## دلیل اول:

## حدیث ابی ضمضم

حضرت ابو ضَمْضَم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے ہیں جو پچھلی امتوں میں سے کسی امت میں گزرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مواقع پر صحابہ کرام کو حضرت ابو ضَمْضَم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بتا کر اس کی پیروی کرنے کی ترغیب دلاتے۔ حدیث ابی ضمضم کو کثیر مفسرین، محدثین، فقہاء اور سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں نقل کیا، نہ صرف نقل کیا بلکہ اس حدیث کے ذریعے اِستِشْہَاد بھی کیا اور اس حدیث میں بیان کردہ عمل کی ترغیب بھی دلائی۔جس قدر علمائے امت نے اس حدیث کو نقل کر کے اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی ہے اس سے اس روایت کا علماء کے ہاں تلقی بالقبول کا ہونا بخوبی ثابت ہو جاتا ہے۔ذیل میں مختلف کتب سے اس حدیث پاک کی تخریج پیش کی جاتی ہے۔

### کتب حدیث

(1) امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں ''کتاب الادب، باب الرجل یحل



الرجل قداغتابه ''میں

(2) امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں باب فضل فی التجاوز و العفو میں

(3) امام طبرانی نے ''مکارم الاخلاق'' باب فضل کظم الغیظ میں

(4) امام بزار نے ''مسندبزار'' میں مسند ابو حمزة انس بن مالك کے تحت

(5) ابن السنی نے ''عمل الیوم و اللیلة'' باب ماذا یقول اذا اصبح میں

(6) دار قطنی نے ''العلل الوارده فی الاحادیث النبویة'' میں

(7) امام بخاری نے '' التاریخ الصغیر'' جلد دوم میں

(8) یونہی "التاریخ الکبیر" جلد اول میں

(9) امام سیوطی نے ابوداود کے حوالے سے ''الضم الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر'' میں

(10) علامہ ھندی متقی نے ابوداود کے حوالے سے ''کنز العمال'' میں

(11) ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں کتاب الکنی باب الضاد کے تحت

(12) ابوبکر خطیب بغدادی نے ''موضح اوهام الجمع و التفریق'' میں باب اوهام البخاری فی التاریخ الکبیر، الوهم السابع میں

(13) علامہ مِزّی نے ابوداود کے حوالے سے ''تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف'' مسند انس بن مالك رضی اللہ عنہ کے تحت
یونہی اسی کتاب میں مراسیل کے باب میں عبدالرحمٰن بن عجلان کے تحت

(14) علامہ عراقی نے ''تخریج احیاء'' میں

## کتب تفسیر

(15) امام ابوبکر جصاص نے سورۃ نساء کی تفسیر کے تحت ''احکام القرآن'' جلد دوم صفحہ 281 پر

(16) امام فخر الدین رازی نے سورۃ مائدہ آیت 45 کے تحت ''تفسیر کبیر'' میں

(17) علامہ آلوسی نے سورۃ حجرات آیت 12 ''تفسیر روح المعانی'' میں

(18) امام قرطبی نے'' الجامع لاحکام القران'' میں سورہ بقرہ کی آیت 245 کے تحت

(19) ابن عربی نے''احکام القرآن'' میں سورہ بقرہ کے تحت مسئلہ مما یکون القرض کے تحت

## کتب فقه و اصول فقه

(20) علامہ سرخسی حنفی نے'' مبسوط'' باب الشهادة فی القذف میں

(21) امام نووی شافعی نے "المجموع شرح المهذب "باب حد الزنا میں

(22) علامہ عبدالعزیز بخاری حنفی نے''کشف الاسرار شرح اصول بزدوی'' میں باب معرفة الاقسام الاسباب و العلل و الشروط کے تحت

## متفرق کتب

(23) علامہ نووی نے''الاذکار'' میں

(24) امام غزالی علیہ الرحمہ نے''احیاء العلوم''غیبت کے باب میں

(25) امام ابن حجر ہیتمی نے'' الزواجر'' جلد دوم میں



(26) امام ابن الحاج نے''المدخل'' میں

حدیث ابی ضمضم کو نقل کیا چونکہ یہ روایت کتب میں کچھ کمی زیادتی کے ساتھ مذکور ہے اس لئے تین کتب سے اس روایت کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ روایت کا مکمل مطلب و مفہوم واضح ہو سکے۔

## سنن ابو داود میں ہے

حماد عن ثابت عن عبد الرحمن بن عجلان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيعجز أحدكم أن يكون مثل أبى ضمضم ـ قالوا ومن أبو ضمضم؟ قال رجل فيمن كان من قبلكم بمعناه قال عرضى لمن شتمنى .قال أبو داود رواه هاشم بن القاسم قال عن محمد بن عبد الله العمى عن ثابت قال حدثنا أنس عن النبى -صلى الله عليه وسلم- بمعناه.قال أبو داود وحديث حماد أصح.

حماد روایت کرتے ہیں ثابت سے اورانہوں نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن عجلان سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''کیا تم سے ہر ایک عاجز ہے اس سے کہ وہ ابو ضُمْضَم کی طرح ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ضُمْضَم کون ہے؟ فرمایا: پچھلی امتوں میں ایک شخص گزرا ہے۔فرمایا: اس کا عمل یہ تھا کہ وہ کہتا تھا اے اللہ! جو مجھے گالی دے کر تکلیف پہنچائے میں نے اسے اپنی عزت بخشش دی''

امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے اس میں

ہاشم بن قاسم نے محمد بن عبداللہ عمی سے اور انہوں نے ثابت سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حدیثِ حماد اَصَحّ یعنی زیادہ صحیح ہے۔

(سنن ابو داود صفحہ 817 مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

## شُعَبُ الایمان میں ھے

**عن انس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثران يقول ايعجز احدكم ان يكون مثل ابى ضمضم قالوا :وما ابو ضمضم يارسول الله ؟ قال كان ابو ضمضم رجلاً فيمن كان قبلنا اذا اصبح قال اللهم انى اتصدق اليوم بعرضى على من ظلمنى**

**ترجمہ:۔** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے اس بات سے کہ وہ ابو ضَمْضَم کی طرح ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابو ضَمْضَم کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو ضَمْضَم تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص تھا جب صبح ہوتی تو وہ یہ کہا کرتا تھا ''اے اللہ میں نے آج کے دن کے لئے اپنی عزت اسے بخشی جو مجھ پر ظلم کرے''

(حدیث 8083 شعب الایمان ص 262 ج 6 دارالکتب العلمیہ)

**امام طبرانی مکارم الاخلاق میں نقل کرتے ھیں**



**”عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أيعجز أحدكم أن يكون كأبى ضمضم قالوا ؛ومن هو أبو ضمضم ؟ قال رجل كان إذا أصبح يقول :اللهم إني قد وهبت نفسي وعرضي ، فلا يشتم من شتمه ، ولا يظلم من ظلمه ، ولا يضرب من ضربه “**

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے اس بات سے کہ وہ ابو ضَمْضَم کی طرح ہو جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابو ضَمْضَم کون ہے؟ فرمایا: یہ وہ شخص ہے کہ جب صبح ہوتی تو یوں کہتا ''اے اللہ میں نے اپنی جان اور عزت اس شخص کے واسطے مباح کی پس وہ نہ تو گالی دینے والے کو گالی دیتے اور کسی ظلم کرنے والے پر ظلم کرتے اور نہ ہی جوان کو مارتا اسے مارتے۔''

(مکارم الاخلاق للطبرانی صفحہ 330 دار الکتب العلمیہ بیروت)

## دلیل دوم

# حدیث عُلْبَہ بِنْ زید

حضرت عُلْبَہ بن زید جو کہ کثیر البکاء یعنی بہت زیادہ رونے والے صحابی ہیں۔ پیشگی حقوق معاف کرنے کے تعلق سے ان کا واقعہ محدثین، سیرت نگاروں اور تذکرہ نگاروں نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا۔ ذیل میں مختلف کتب سے اس حدیث پاک کی تخریج کی جاتی ہے۔ چنانچہ

(1) امام بزار نے ''مسند بزار'' میں مسند عمرو بن عوف کے تحت

(2) امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں باب ذکر التاریخ لغزوۃ تبوک کے تحت

(3) ابنِ عساکر نے "معجم الشیوخ" میں حرف جیم کی سب سے آخری روایت یہی درج کی

(4) ابن ابی الدنیا نے "الاشراف فی منازل الاشراف" میں

(5) ابن ابی الدنیا ہی نے "مدارۃ الناس" میں باب مدارۃ الناس و الصبر علی اذاھم کے تحت

(6) علامہ ھیثمی نے "مجمع الزوائد" کتاب الزکوۃ باب فیمن تصدق بعرضہ میں

(7) علامہ سیوطی نے "جمع الجوامع" میں حرف ھمزہ انت المتصدق کے ذیل میں

(8) علامہ ھندی متقی نے "کنزالعمال" میں کتاب فضائل الصحابہ حرف عین علبہ بن زید کے تحت

(9) ابن سعد نے "الطبقات الکبریٰ" جلد 4 میں و من بنی حارثہ بن حارث کے تحت

(10) علامہ ابن حجر نے "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" جلد 4 میں حرف العین بعد ھا اللام کے تحت

(11) ابن اثیر نے "اسدالغابہ" میں حرف عین کے ذیل میں علباء الاسدی



کے تحت

(12) امام سہیلی نے "الروض الانف" میں "حول قصة البكائين" کے عنوان کے تحت

(13) علامہ زبیدی نے "الاتحاف" "غیبت کے باب میں

(14) امام ذھبی نے "تاریخ اسلام و وفیات المشاھیر والاعلام" الجزء الثانی میں غزوہ تبوک کے عنوان کے تحت

(15) علامہ ابن کثیر نے "البدایہ و النھایہ" جلد 5 کی ابتداء میں

حدیثِ عُلْبَہُ بن زید کو نقل کیا۔ چونکہ یہ روایت کتب میں کچھ کمی زیادتی کے ساتھ مذکور ہے اس لئے تین کتب سے اس روایت کو نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ روایت کا مکمل مطلب و مفہوم واضح ہو سکے۔

## مسند بزار میں ھے

**عبد الله بن عمرو بن عوف ، عن أبيه ، عن جده ، رضى الله عنه ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حث يوما على الصدقة ، فقام علبة بن زيد ، فقال ما عندى إلا عرضى ، فإنى أشهدك يا رسول الله ، إنى قد تصدقت بعرضى على من ظلمنى ، ثم جلس ، قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أين علبة بن زيد ؟ قالها مرتين أو ثلاثا ، قال فقام علبة فقال أنت المتصدق بعرضك ، قد قبله الله منك.**

ترجمہ:۔عبداللہ بن عمر اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی تو حضرت عُلْبَہُ بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو اپنی عزت کے سوا کچھ نہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی عزت ہر اس شخص کو بخشی جو مجھ پر ظلم کرے۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گئے۔ بعد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عُلْبَہُ بن زید کہاں ہے؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ کہی۔ پھر حضرت عُلْبَہُ بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ہی اپنے عزت صدقہ کی تھی نا؟ اللہ تعالی نے تمہارے صدقہ کو قبول فرمالیا ہے۔

(مسند بزار صفحہ 316 جلد 8 مکتبۃ العلوم و الحکم المدینۃ المنورہ)

### دلائل النبوة میں ھے

علبة بن زيد فخرج من الليل فصلى من ليلته ما شاء ، ثم بكى ، وقال :اللهم إنك قد أمرت بالجهاد ورغبت فيه ، ثم لم تجعل عندى ما أتقوى به مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولم تجعل فى يد رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يحملنى عليه ، وإنى أتصدق على كل مسلم بكل مظلمة أصابنى بها فى مال أو جسد أو عرض ، ثم أصبح مع الناس ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أين المتصدق هذه الليلة ؟ فلم يقم أحد ، ثم قال أين المتصدق ؟ فليقم ، فقام إليه فأخبره ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أبشر ، فوالذى نفس محمد بيده لقد



كتبت فى الزكاة المقبلة .

**ترجمہ:۔** حضرت عُلْبَہُ بن زید کا واقعہ ہے کہ وہ ایک رات اٹھے پھر جتنی چاہی نماز ادا کی اس کے بعد رونا شروع کردیا اور بارگاہ رب العزت میں یوں عرض گزار ہوئے ''اے اللہ تو نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور اس میں جانے کی ترغیب دی لیکن میرے پاس ایسے اسباب نہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جاسکوں اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بظاہر اسباب کم ہیں اے اللہ جو مسلمان میرے مال میرے جسم میری عزت میں زیادتی کے ذریعے تکلیف پہنچائے میں نے اپنے حقوق اس پر صدقہ کیے۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے رہے یہاں تک جب یہ صبح لوگوں کے ساتھ جمع ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ پچھلی رات صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ کھڑا ہو! پس عُلْبَہ بن زید کھڑے ہوئے بتایا کہ انہوں نے صدقہ کیا تھا پس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تیرا شمار ان لوگوں میں کرلیا گیا جن کا صدقہ قبول ہوگیا۔

(دلائل النبوة صفحہ 218 جلد 5 دار الکتب العلمیة بیروت)

### کنز العمال میں ھے

عن عبد المجيد بن عيسى عن أبيه عن جده عن علبة بن زيد أخى بنى حارثة رجل من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال:

اللهم !إني تصدقت بعرضي على من ناله من خلقك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :أين المتصدق بعرضه البارحة؟ فقام علبة فقال :يا رسول الله !أنا، قال :إن الله قد قبل صدقتك" .

**ترجمہ**: حضرت عُلْبَہُ بن زید جوکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں انہوں بارگاہ رب العزت میں عرض کی اے اللہ" تیری مخلوق میں سے جو بھی میری عزت پامال کرے میں نے اپنے حقوق اسے بخشے" دن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" گزشتہ رات اپنی عزت صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ علبہ کھڑے ہوئے اور کہاں کہ میں نے صدقہ کی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالی نے تیرے صدقہ کو قبول کرلیا ہے۔

(کنز العمال صفحہ 241 جلد 13 مبطوعہ ملتان)

دلیل سوم:

## قول ابی الدرداء

"عن أبي الدرداء قال :قال لرجل : إن نافرت الناس نافروك،وإن هربت منهم أدركوك وإن تركتهم لم يتركوك،قال :فما أصنع؟ قال :هب عرضك ليوم فقرك"

**ترجمہ**: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا اگر تو لوگوں سے نفرت کرے گا تو وہ تجھ سے نفرت کریں گے اور اگر تو ان سے بھاگے گا تو وہ تجھے پالیں گے اگر تو انہیں چھوڑے گا وہ تجھے نہیں چھوڑیں گے۔اس نے عرض کی تو مجھے کیا کرنا



چاہیے؟ فرمایا اپنی عزت یوم فقر (یعنی قیامت) کے کے لئے بخش دے (یعنی بدلہ لینے کے بجائے آخرت کا ثواب حاصل کر)

(کنز العمال ص 312 جلد 3 مطبوعہ ملتان)

دلیل چہارم:

## قول ابن عمر

"وروى عن ابن عمر :أقرض من عرضك ليوم فقرك"

یعنی اپنی عزت یوم فقر کے لئے قرض چھوڑ دو

(الجامع لاحکام القرآن صفحہ 231 جلد 3/4 مطبوعہ کوئٹہ)

یعنی دنیا میں ظلم کا بدلہ لینے کے بجائے بہتر ہے کہ صبر اور عفو کی وجہ سے نیکی حاصل ہوجائے اور قیامت کے دن کے لئے جو کہ نیکیوں کی سخت ضرورت کا دن ہے کچھ سرمایہ جمع ہوجائے۔

دلیل پنجم:

## امام زین العابدین کی سنت

"عن أبي حمزة الثمالي أن علي بن حسين كان إذا خرج من بيته قال اللهم إني أتصدق اليوم أو أهب عرضي اليوم لمن استحله"

ترجمہ:۔حضرت ابوحمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں کہ علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ جب وہ گھر سے نکلتے تو یوں کہتے کہ اے اللہ میں نے آج کے دن کے لئے اپنی عزت پامال کرنے والے کے لئے اپنی عزت صدقہ کی۔

(تاریخ دمشق صفحہ 396 جلد 41 دار الفکر دمشق)

## بحث اول سے متعلق چند ضمنی فوائد

**فائدہ اولیٰ:** حضرت ابو ضَمْضَم کو بعض حضرات نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا یہ درست نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ ان کا تعلق پچھلی کسی امت سے تھا اس غلط فہمی کی بڑی وجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت ہے جسے ابن عبد البر انے **"الاستیعاب"** میں نقل کیا روایت میں تو یوں تھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا اپنی عزت صدقہ کرنے کا کچھ یوں واقعہ ہے ۔۔۔۔ الخ اور یہ واقعہ در اصل حضرت عُلْبَۃُ بن زید سے متعلق تھا لیکن روایت میں نام نہ ہونے کی وجہ سے راوی کو شبہ ہوا اور حدیث کے راوی ابو عمر نے اس کے آخر میں کہا "اظنہ ابا ضمضم" جیسے علامہ زبیدی نے مختلف حوالہ جات کے ساتھ ابو عمر کا وہم قرار دیا۔ کہ اصل میں حدیث ابو ہریرہ کے اجمال سے ابو عمر کو غلط فہمی ہوئی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الاتحاف صفحہ 341 جلد 9 مطبوعہ بیروت۔

**فائدہ ثانیہ:** حدیث ابو ضَمْضَم پاک وہند میں پائے جانے والے نسخوں میں جو کہ نسخہ لؤلؤی ہے موجود نہیں البتہ بیروت کے نسخوں میں "کتاب الادب" میں پورے باب "باب الرجل یحل الرجل قد اغتابہ" کے ساتھ موجود ہے ۔ بیروت ئے نسخوں میں بھی حاشیہ علامہ سندی کے ساتھ چار جلدوں میں چھپنے والی ابو داؤد میں ایک سند مزید زائد ہے جو عام بیروت کے نسخوں میں بھی نہیں۔ اصحاب تخریج مثلاً علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے "الضم الکبیر" میں یونہی علامہ مزی علیہ الرحمہ "تحفۃ الاشراف" میں علامہ ھندی متقی نے "کنز العمال" میں اس حدیث



کو ابو داود ہی کے حوالے سے درج کیا جس سے اس حدیث کے ابو داود سے ہونے میں شک باقی نہیں رہتا۔ واضح رہے کہ ایک ہی کتاب کی کسی حدیث کا بعض نسخوں میں ہونا اور بعض میں نہ ہونا تحریف کے زمرے میں نہیں آتا نسخوں کا فرق مشہور کتب میں عام سی بات ہے۔ در اصل قدیم کتب کا اسلوب یہ تھا کہ کسی بھی صاحبِ کتاب کے مختلف تلامذہ اپنے شیخ سے سن کر یا املاء لے کر آگے کتاب نقل کیا کرتے تھے یوں ایک شیخ یا صاحب کتاب کے مختلف تلامذہ کی روایت کرنے میں کہیں کہیں اختلاف بھی آجاتا ہے۔ اور یہ کام نقاد علماء کا ہے کہ وہ کس نسخہ کو معتبر اور معتمد قرار دیتے ہیں۔ پاک وھند میں ابو داود شریف کا جو نسخہ پایا جاتا ہے اسے نسخہ لؤلؤی کہتے ہیں جو کہ امام ابو داود رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد ابو علی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی کی طرف منسوب ہے۔ علامہ شیخ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بستان المحدثین میں لکھا کہ سنن ابو داود کے تین مشہور نسخے ہیں نسخہ لؤلؤی، نسخہ ابن داسہ اور نسخہ ابن اعرابی۔ شیخ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نسخہ ابن اعرابی کو ناقص اور بقیہ دونوں نسخوں کو مکمل اور مقبول قرار دیا۔ نیز علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں تین کے تین کے بجائے چار متصل نسخہ جات کا تذکرہ کرتے ہوئے نسخہ رملی کا بھی اضافہ کیا۔

## بحث دوم

اس بحث میں ہم پیشگی معافی کے نتیجے اور اس سے متعلق پائی جانے والی چند غلط فہمیوں پر گفتگو کریں گے۔ آیئے اس ضمن میں چند سوالات اور ان کے جوابات کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

**سوال (1)** کیا پیشگی حقوق معاف کرنے والے کے حقوق کی حرمت ختم ہو جاتی ہے؟ اور کیا وہ مباح ہو جاتے ہیں؟

**جواب**:۔ جو اپنے حقوق پیشگی طور پر معاف کر دے تو اس کے حقوق کی حرمت ختم نہیں ہو جاتی اور وہ ہرگز مباح نہیں ہو جاتے۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ ہے پیشگی معافی کے باوجود اس کے حقوق دراصل معاف ہی نہیں ہوتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان کے حقوق کی حرمت کا پاس رکھنا حقِ عبد ہی نہیں بلکہ حق اللہ بھی ہے اللہ اور اس کے رسول نے مسلمان کی جان مال عزت آبرو کو پامال کرنا حرام ٹھہرایا ہے تو کسی کے پیشگی معاف کرنے کے بعد ہرگز اس کی حق تلفی جائز نہیں۔ صحیح مسلم میں ہے۔

''كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ''

ترجمہ:۔ ایک مسلمان کا خون اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے پر حرام ہے

(صحیح مسلم صفحہ 317 جلد 2 مطبوعہ کراچی)

**سوال (2)** اگر کوئی پیشگی اپنے حقوق معاف کر چکا ہو تو ایسا کرنے سے آئندہ کے لئے واقعۃً اس کے حقوق معاف ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ اور جو آئندہ اس کا حق تلف



کرے کیا اسے پیشگی معافی مل جاتی ہے؟ کیا پیشگی حقوق معاف کرنے والا بعد میں ہونے والی حق تلفی پر اپنے حق کا دنیا اور آخرت میں مطالبہ کر سکتا ہے۔

**جواب**:۔ پیشگی معاف کرنے سے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ کسی جرم یا خطا کے پائے جانے سے پہلے معاف کیا جانا درست نہیں لہذا بعد میں اگر کوئی اس کے کسی حق کو زد پہنچائے گا تو بلا شبہ اسے دنیا اور آخرت دونوں جگہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔

تفسیر روح المعانی میں حدیث ابی ضَمْضَمْ کے تحت ہے'

" ومعناه لا اطلب مظلمة منهم ولا اخاصمهم لا ان الغيبة تصير حلالاً لان فيها حقاً لله ولانه عفو واباحة للشیء قبل وجوبه۔

**ترجمہ**: جو اپنی عزت صدقہ کر دے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں مقابل سے کبھی بدلہ طلب نہیں کروں گا اور نہ ہی اس سے اپنے حق کے بارے میں جھگڑوں گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس نے پیشگی معاف کر دیا اس کی غیبت کرنا حلال ہوگئی! پہلی بات تو یہ ہے کہ غیبت کرنے میں حق اللہ کا تلف ہے اور یہ حق بندے کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگا دوسرا یہ کہ پیشگی معافی کا مطلب ہے کسی کام کے پائے جانے سے پہلے اسے بخش دینا اور اس کی گنجائش نہیں۔

(تفسیر روح المعانی، جلد 26، 25، صفحہ 434 مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ عبد الرؤف مناوی فیض القدیر میں فرماتے ہیں

فاذا عفا عن الغيبة مثلاً قبل وقوعها فله المطالبة بها يوم القيامة۔

**ترجمہ:** جب کوئی شخص مثلاً غیبت کو پیشگی طور پر معاف کردے تو اس کے باوجود وہ قیامت کے دن غیبت کرنے والے پر مطالبے کا حق رکھتا ہے۔

(فیض القدیر، جلد 1، صفحہ539، حرف الھمزۃ)

علامہ **ابن حجر ھیتمی** ''الزواجر'' میں حدیث ابی ضمضم کے تحت لکھتے ہیں:۔

**''ومعناه لا اطلب مظلمة منه و لا اخاصمه فی القيامة لاان الغيبة تصير حلالاً لان فيها حقاً لله، ولانه عفوو اباحةٌ للشیء قبل وجوده ومن ثم لم يسقط به الحق فی الدنيا وقد صرّح الفقهاء بان من اباح القذف لم يسقط حقه من حده و مظلمة لا فی الدنيا و لا فی الآخرة۔**

**ترجمہ:** اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں نہ تو اپنے مقابل سے بدلہ طلب کروں گا اور نہ ہی قیامت کے دن اس سے جھگڑوں گا (اس کا مطلب یہ نہیں کہ پیشگی معافی کردی تو) غیبت ہی حلال ہوگئی اور غیبت کرنے میں حق اللہ کی بھی تلفی ہے نیز یہ کہ غلطی کے پائے جانے سے پہلے ہی اس کے پیشگی معاف کرنے سے وہ کیسے معاف ہوسکتی ہے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ جو کسی کو قذف (یعنی گالی اور زنا تک کی تہمت) لگانا روا کر دے تب بھی اس پیشگی معافی کی وجہ سے قذف لگانے والے پر سے حد ساقط نہیں ہوتی (یعنی مقذوف مطالبہ کرسکتا ہے) یونہی اور آخرت میں صاحب معاملہ کا ظالم سے بدلہ لینے کا حق ساقط نہیں ہوتا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد2، ص33مطبوعہ بیروت)



علامہ **ابن حجر ھیتمی** ایک اور مقام پر'' الزواجر ''میں فرماتے ہیں:۔

**معناه لا اطلب مظلمتی لا فی الدنيا ولا فی الآخرة، هذا ينتفع فی اسقاط مظلمة كانت موجودة قبل الابراء فاما مايحدث بعده فلا بد من ابراء جديد بعدها انتهی۔**

**ترجمہ:** اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ نہ تو دنیا میں طلب کروں گا اور نہ ہی آخرت میں۔ واضح رہے کہ یہ حدیث ان گناہوں کی معافی کے بارے میں ہے جو ابراء (یعنی اپنے کا حق چھوڑ دینے) اور معافی سے قبل واقع ہوچکے ہوں جبکہ وہ گناہ جو ابھی واقع نہیں ہوئے ان کے واقع ہونے کے بعد انہیں دوبارہ معاف کرنے کی حاجت ہوگی۔ (اگرچہ پیشگی معاف کردیئے ہوں)

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد2، ص374مطبوعہ بیروت)

**سوال (2)** اگر کسی نے ایسے آدمی کے حقوق تلف کیے جو پیشگی معاف کرچکا ہو تو کیا اس سے معافی مانگنا ضروری ہوگا؟

**جواب:**۔ پیشگی معاف کرنے کے بعد جو حق تلف کیے ضرور ان پر معافی مانگنی ہوگی۔ جیسا کہ ابھی ''الزواجر'' سے نقل ہوا کہ اصل معافی خطا کے پائے جانے کے بعد ہوتی ہے۔

**سوال (٤)** ماقبل پیشگی معافی کے مشروع ہونے پر جو دلائل دیے گئے خاص طور پر حدیثِ اَبِیْ ضَمْضَمْ اور حدیثِ عُلْبه بِنْ زَید ان میں پیشگی معافی اور اپنی عزت صدقہ کرنے کا ما حاصل کیا نکلے گا؟

**جواب**:۔اس حدیث پاک کے محمل کی کئی توجیہ ہیں، پیشگی معافی سے متعلق احادیث وآثار برحق ہیں اور ایک سے زائد محمل اور توجیہات ان کے قابل عمل اور باعث ترغیب ہونے کو اجاگر کرتی ہیں۔

## توجیہ اول:۔

شریعت مطہرہ جس کام کو مامور بہ اور پسندیدہ قرار دیتی ہے اس میں سبقت لے جانے اور اس کے اعلی ترین مقام پر پہنچنے کا بھی حکم دیتی ہے۔ چنانچہ شریعت نے عفوو درگزر کرنے کا حکم دیا اور اسے پسندیدہ عمل قرار دیا۔ حدیث عُلْبَہ بن زید صحابہ کرام کے عفوودرگز پر عمل کرنے کی ایک عملی مثال ہے کہ وہ نہ صرف سابقہ بلکہ آئندہ کے لئے ہونے والے مظالم پر بھی عفوودرگزر کو اختیار کرنے پر عمل پیرا ہیں۔ اور ان کا یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں مقبول بھی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امتوں کے ابو ضَمْضَم نامی شخص کی مثال دے کر صحابہ کو عفو کی یہ منزل اختیار کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی تو اس روایات کا اصل محل تو یہی ہے کہ عفوودرگزر کو اپناتے ہوئے اس عمل کے فرد اعلی تک پہنچا جائے۔ لہٰذا پیشگی معافی عفو ہی کا ایک فرد ہے اگرچہ حقیقی طور پر پیشگی معافی سے حقوق معاف نہ ہوتے ہوں۔ جیسا کہ صدیقین کے مقام عفو کو بیان کرتے ہوئے انکا عمل یوں بیان کیا گیا کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو نہ صرف یہ کہ معاف کرتے ہیں بلکہ اس پر احسان کرتے ہوئے اسے تحفہ بھی بھجواتے ہیں ظاہراً تحفہ بھجوانا اور احسان کرنا الگ سے ایک نیکی ہے عفو کی ماہیت میں داخل نہیں لیکن چونکہ بدلہ اور انتقام کے مقابل احسان کرنا عفو سے ایک قدم آگے کی بات ہے اور جو بدلہ اور انتقام



کو چھوڑ کر نہ صرف معاف کرے بلکہ اسے تحفہ سے بھی نوازے تو یہ شخص عفو کے مقصود کو کامل ترین طریقے سے پورا کرنے والا ہے اس ۔لئے تحفہ اور احسان کو عفو ہی کی ایک قسم مان لیا گیا حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں یہ دونوں الگ الگ نیکیاں ہیں۔ اسی طرح پیشگی معافی بھی معافی کے ثابت نہ ہونے کے باوجود عفوودرگزر ہی کا ایک فرد ہے۔ نہ صرف ایک فرد بلکہ فردِ اعلی ہے جو اس پر عمل کرنے کا عزم کرے وہ گذشتہ حق تلفیوں کو بدرجہ اولی معاف کرنے کی صفت پر قائم ہوگا۔ اسی لئے عفو کو پروان چڑھانے کے لئے ان احادیث میں پیشگی معافی کی ترغیب دلائی گئی۔

## توجیہ ثانی:۔

شریعت جس کام کو ناپسند قرار دیتی ہے تو اس ناپسندیدہ کام کی راہ میں رکاوٹ بننے والی چیز کو بھی پسندیدہ قرار دیتی ہے جیسا کہ شریعت مطہرہ نے عورت کو چھپانے کی چیز قرار دیا اس کے لئے حجاب اور پردے کی تاکید کی۔ اب یہ عورت جتنے پردوں میں رہے اتنا ہی اس کے لئے بہتر ہے اور جو چیز اس کی بے پردگی میں رکاوٹ بنے اور حجاب ستر کو لازم کرے وہ شریعت کو محبوب و پسندیدہ ہے۔

عورت اجنبیوں کی غیر موجودگی میں اپنے ہی گھر کے صحن میں نماز کے لئے ضروری ستر کا اہتمام کے کے جب نماز ادا کرے تو بلاشبہ اسے صحن میں نماز پڑھنے کی رخصت ہے لیکن شریعت مطہرہ نے چونکہ اس کے لئے پردہ کو پسند کیا ہے اس لئے صحن کے مقابلے میں کمرے میں اور کمرے کے مقابلے میں کوٹھری میں نماز پڑھنے کو زیادہ پسندیدہ قرار دیا گیا اس لئے کہ کمرہ صحن کے مقابلے میں اور کوٹھری کمرے کے مقابلے میں اَسْتَر

(یعنی زیادہ ستر والا) اور حجاب و پردے کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

**" صلاة المرأة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها**

"یعنی عورت کی کمرے میں پڑھی ہوئی نماز افضل ہے اس نماز سے جو اس نے اپنے صحن میں پڑھی اور اس کی کوٹھری میں پڑھی ہوئی نماز افضل ہے اس نماز سے جو اس نے کمرے میں ادا کی۔

(سنن ابو داود صفحہ 91 جلد اول مطبوعہ کراچی)

شریعت مطہرہ نے چونکہ کینے کو حرام قرار دیا پس اب جو کام بھی کینے کی راہ میں رکاوٹ ہوگا وہ یقینی طور پر پسندیدہ قرار پائے گا۔ ہم ابتداء ہی میں تمہید میں بیان کر آئے کہ غصہ قرار پکڑے تو نفرت جنم لیتی ہے جسے کینہ کہتے ہیں اور کینے کا حل عفو و درگزر ہے۔ جس مسلمان کے دل میں یہ عزم ہو کہ جو اسے آئندہ بھی نقصان پہنچائے اس کے حقوق کو تلف کرے یہ ان کو بھی مُعاف کرتا ہے بھلا اس کا یہ عمل کینے کی پرورش کو روکنے میں مددگار ہوگا یا نہیں؟ ضرور مددگار ہوگا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس عمل سے اس کے دل میں کبھی کینہ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ نہیں بلکہ کینے کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ ہر وقت دل ایک جیسا نہیں ہوتا لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پیشگی معافی کینے کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے اور جو عمل گناہ کی راہ میں رکاوٹ ہو وہ عمل پسندیدہ ہوتا ہے۔ اور



یہی ان احادیث کا مقصود ہے کہ لوگوں کو پیشگی معافی کی ترغیب ملے تا کہ کینے کی کاٹ ہو۔

## توجیہ ثالث:۔

پیشگی معافی دراصل ایک اچھی نیت کے اظہار کا نام ہے اس معافی کے باوجود حقوق معاف نہ ہوں تو کیا ہوا، بندہ انتقام نہ لینے، بدلہ نہ لینے اور دنیا اور آخرت میں مطالبہ نہ کرنے کی نیت تو کرتا ہے اور مسلمان کی اچھی نیت پر بلا شک وہ ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔

تو جن احادیث میں پیشگی معافی کی ترغیب آئی ان کا مقصود اچھی اور نیک نیت کا اظہار کروانا ہے اور اچھی نیت خود ایک نیکی ہوتی ہے۔ چنانچہ پیشگی معافی کرنے والا دراصل انتقام نہ لینے کا عزم اور معاف کرنے کا وعدہ کر رہا ہوتا ہے اور یہ مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور انہیں فائدہ پہنچانے اور انہیں دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچانے کی ایک نیک نیت ہے جس پر پیشگی معافی دینے والا ثواب کا حق دار ہے۔

امام غزالی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الوالی نے "احیاء العلوم" میں یہی اعتراض قائم فرمایا کہ جب حقوق معاف ہی نہیں ہوتے تو پیشگی معافی کا کیا فائدہ؟ اس کا جواب آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ دراصل ان احادیث کا مقصود ایک نیک ارادے کی ترغیب دلانا ہے۔

چنانچہ احیاء العلوم میں ہے:۔

و من تصدق به هل یباح تناوله فان كان لا تنفذ فما معنى الحث علیه فنقول معناه انی لا اطلب مظلمة فی القیامة منه و لا اخاصمه و الا فلا

تصير الغيبة حلالاً به و لا تسقط المظلمة عنه لانه عفو قبل الوجوب الا انه وعدوله العزم على الوفاء بان لا يخاصمه فان رجع و خاصم كان القياس كسائر الحقوق ان له ذلك بل صرح الفقهاء ان من اباح القذف لم يسقط حقه من حد القاذف و مظلمة الآخرة مثل مظلمة الدنيا و على الجملة فالعفو افضل۔

یعنی جس نے اپنی عزت دوسرے کو آئندہ کے لئے بخشش دی تو کیا اس کا حق مباح ہو جائے گا؟ اور اگر مباح نہیں ہوگا تو پھر احادیث میں اس عمل پر ترغیب دلانے کا کیا فائدہ؟ ہم یہ کہتے ہیں، احادیث میں آنے والے ان مطالب کا معنی یہ ہے کہ یہ اصل میں اس بات کا عزم ہے کہ میں قیامت کے دن اپنے خصم سے بدلہ طلب نہیں کروں گا اور اس سے نہیں جھگڑوں گا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جس نے پیشگی معافی دے دی تو اس کی غیبت کرنا حلال ہو جائے گا، نہیں اس کے بارے میں کسی قسم کے ظلم و زیادتی کی حرمت ساقط نہیں ہوگی کیوں کہ پیشگی معافی کا عمل حقیقت میں ایک چیز کے پائے جانے سے پہلے ہی معاف کرنا ہے یہ کچھ نہیں سوائے اس کہ یہ ایک اچھا وعدہ ہے اور اس پر قائم رہنے کے عزم کا اظہار ہے کہ وہ اپنے دشمن سے بدلہ نہیں لے گا۔ اگر صاحب معاملہ پیشگی معاف کرنے کے بعد زیادتی کرنے والے کی طرف رجوع کرے اور اس سے اپنا حق طلب کرے تو بلا شبہ اسے اپنے حق تلفی پر گرفت کا حق حاصل ہے جیسا کہ تمام حقوق کے بارے میں اسے یہ حق حاصل تھا۔ چنانچہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ پیشگی معاف کرتے ہوئے جو شخص اپنے پر قذف لگانا مباح قرار دے دے اس کے بعد کوئی اس پر قذف



لگائے تو قذف لگانے والے سے اس بنا پر حد ساقط نہیں ہوگی پس جب دنیا کی سزا قذف کا یہ معاملہ ہے تو یقیناً آخرت کی سزا بھی معاف نہیں ہوگی۔ لیکن بہرحال پیشگی معاف کرنا ایک عمدہ عمل ہے۔

(احیاء العلوم مع اتحاف صفحہ 341 جلد 9 مطبوعہ بیروت)

سبط ابن جوزی نے دلائل احناف پر کتاب "ایثار الانصاف فی آثار الخلاف" تحریر کی جس میں احادیث و روایات کے ذریعے احناف کے موقف کو ثابت کیا اور مذاہب ثلاثہ کے دلائل کا جواب دیا۔ چونکہ حد قذف کے بارے میں یہ گنجائش تو ہے کہ جس پر حد لگائی گئی وہ یا اس کے ورثہ قاضی کے پاس مطالبہ ہی نہ کریں۔ لیکن مطالبہ کے بعد اور مقدمہ قاضی کے پاس جانے کے بعد جس پر حد لگائی گئی اسے یا اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ کے لئے قاذف کو معاف کرنے کا اختیار ہے یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اس مقام پر بھی قاذف صاحب معاملہ یا اس کے ورثہ کی طرف سے معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک معاف نہیں کیا جا سکتا۔ شوافع اور حنابلہ نے جب اپنے موقف پر حدیث ابی ضمضم پیش کی تو آیئے دیکھتے ہیں احناف نے کیا جواب دیا اور اس جواب سے ہمارے زیر بحث مسئلہ کی کس طرح تائید ہو رہی ہے۔

وروى أن النبى صلى الله عليه و سلم قال أيعجز أحدكم أن يكون كأبى ضمضم كان يخرج من بيته فيقول اللهم إن تصدقت بعرضى على عبادك الصالحين مدحه النبى صلى الله عليه و سلم بعفوه

عن کل من جنی علیه ولو لا سقوط الحد بالعفو لما مدحه قلنا الأخبار من الجانبین غریبة و الترجیح معنا لما بینا وحدیث أبی ضمضم محمول علی الترغیب فی العفو دون الحکم

**ترجمہ**: (احناف کے خلاف استدلال کرتے ہوئے فریق مخالف کہتا ہے کہ) روایت کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ ابو ضَمْضَم کی طرح ہو جائے ابو ضَمْضَم جب اپنے گھر سے نکلتا تو کہتا اے اللہ میں نے اپنی عزت تیرے نیک بندوں پر صدقہ کی۔ تو اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی تکلیف دینے والے کو معاف کرنے والے کے عمل پر تعریف بیان کی ہے اگر حد کو معاف کرنے کے باوجود ساقط نہ مانا جائے تو پھر اس مدح کا کیا فائدہ ہوگا۔ ہم یعنی احناف یہ کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں دونوں جانب سے پیش کی گئیں روایات غریب ہیں اور ترجیح ہمارے ہی موقف کو ہے جہاں تک حدیثِ اَبِی ضَمْضَم کا تعلق ہے تو وہ صرف معاف کرنے کی ترغیب پر مشتمل ہیں نہ یہ کہ اس سے معافی ہو جانے کا حکم نکلتا ہو۔

(ایثار الانصاف فی الآثار الخلاف صفحہ 219 مطبوعہ کراچی)

علامہ عبدالعزیز علاؤالدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں فرماتے ہیں :

"تمسك الخصم بحدیث ابی ضمضم غیر صحیح لانه لم یرد به حقیقة التصدق لانه لا یقبل الصدق و لکنه اراد به انی لا اطالبهم بموجب الجنایة۔



یعنی فریق مقابل یعنی شوافع کا حدیثِ اَبِی ضَمْضَم سے استدلال کرنا درست نہیں اسلئے کہ وہ حقیقی تَصَدُّق کے بارے میں وارد نہیں ہوئی اس لئے کہ حقوق وقوع سے قبل ابراء کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اس حدیث میں دراصل اس بات کا ارادہ اور عزم کیا گیا ہے کہ اگر میرے حقوق تلف ہوئے تو میں مطالبہ نہیں کروں گا۔

(کشف الاسرار، باب معرفة اقسام الاسباب والعلل ج 4 ص 269)

بحث دوم کی تقریر پڑھنے کے بعد امید ہے کہ عمرو کی یہ غلط فہمی دور ہوگئی ہوگی جب پیشگی معافی موثر ہی نہیں تو اس عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔ نہ کہ عمر نے جو اسے مصلحتوں کے خلاف قرار دیا۔ یہ عمرو کی اپنی ذاتی سوچ تو ہوسکتی ہے لیکن ہم نے جو تقریر پیشگی معافی کے بارے میں بحث دوم میں ذکر کی اس سے پیشگی معافی کا مصلحت اور حکمت کے مطابق ہونا کسی پر مخفی نہیں رہتا۔ جہاں تک عَمْرو کا یہ کہنا تھا کہ ایسا کرنا اسلاف سے ثابت نہیں۔ تو بحث اول کو قائم کرنے کے بعد اس پر کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔

## رفع اشکال

**سوال**: ۔ بحث دوم کو پڑھنے کے بعد ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خطا اور جرم کے پائے جانے سے پہلے معافی موثر نہیں ہوتی تو فقہاء کے بیان کردہ اس مسئلے کی کیا توجیہ ہوگی کہ جس میں فقہاء نے بیان کیا کہ اگر کسی کو زخمی کر دیا گیا ہو اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس کا انتقال ہو جائے۔ تو زخمی کرنے والے پر بلاشبہ قصاص یا دیت لازم آتی ہے لیکن زخمی ہونے والا خود یا اس کے ورثا اگر قصاص یا دیت کو زخمی شخص کے مرنے سے پہلے ہی معاف کر دیں تب بھی قصاص یا دیت معاف ہو جاتے ہیں حالانکہ قصاص یا

دیت کا مرحلہ تو موت کے بعد ہوتا ہے تو ایک سزا کے ثابت ہونے سے پہلے ہی اس میں دی گئی معافی کو آخر اس مقام پر کیوں موثر مانا گیا ہے؟

**جواب**:۔ قیاس تو یہی کہتا ہے کہ مرنے سے پہلے دی گئی معافی کو موثر نہیں ہونا چاہیے تھا۔لیکن فقہاء نے اس باب میں استحسان پر عمل کرتے ہوئے اس معافی کو موثر مانا ہے۔ استحسان چونکہ خفیہ علت پر عمل کرنے کا نام ہے لھٰذا فقہاء نے بیان کیا کہ قتل کا جو اصل سبب یعنی زخمی کرنا معافی اس کے بعد ہی پائی گئی ہے لھذا خطا کا پایا جانا موجود ہے اس لئے یہ معافی موثر ہوگی اور خود زخمی نے یا اس کے ورثہ نے اس کے مرنے سے پہلے قاتل کو معاف کیا تو قصاص یا دیت ساقط ہو جائے گی۔

چنانچہ درمختار میں ہے:"و فی الجوهرة و عفا المجروح او وارثه قبل موته صح استحساناً لانعقاد السبب لهما"

**ترجمہ**: اگر زخمی یا اس کے ورثا اس کی موت سے قبل ہی قاتل کو معاف کر دیں تو استحساناً یہ معافی صحیح قرار پائے گی اسلئے کہ موت کا سبب تو پایا جا چکا ہے۔

(درمختار صفحہ 172 جلد 10 مبطوعه کوئٹه)

واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

**کتبـــــــہ**

**ابو محمد علی اصغر العطاری المدنی**

22 شوال المکرم 1430ھ 12 اکتوبر 2009ء



## ماخذ و مراجع



| نمبر شمار | نام کتاب | نام مصنف |
|---|---|---|
| 1 | احياء العلوم مع اتحاف | امام غزالی |
| 2 | مدارج السالكين | ابن قیم |
| 3 | احكام القرآن | لجصاص |
| 4 | احكام القرآن | لابن عربی |
| 5 | جامع لاحكام القرآن | امام قرطبی |
| 6 | اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين | علامه مرتضی زبیدی |
| 7 | سنن ابی داود | امام ابو داود |
| 8 | شعب الايمان | امام بیهقی |
| 9 | مكارم الاخلاق | امام طبرانی |
| 10 | مسندبزار | امام بزار |
| 11 | عمل اليوم و الليلة | ابن السنی |
| 12 | اللعل الوارده فی الاحاديث النبوية | دار قطنی |
| 13 | التاريخ الصغير | امام بخاری |
| 14 | التاريخ الكبير | امام بخاری |
| 15 | الضم الكبير فی ضم الزيادة الی الجامع الصغير | امام سیوطی |

| | | |
|---|---|---|
| 16 | كنز العمال | علامہ ھندی متقی |
| 17 | الاستیعاب | ابن عبد البر |
| 18 | موضح اوھام الجمع و التفریق | ابو بکر خطیب بغدادی |
| 19 | 'تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف | علامہ مِزّی |
| 20 | تخریج احیاء | علامہ عراقی |
| 21 | 'تفسیر کبیر' | امام فخر الدین رازی |
| 22 | 'تفسیر روح المعانی | علامہ آلوسی |
| 23 | مبسوط' | علامہ سرخسی حنفی |
| 24 | المجموع شرح المھذب | امام نووی شافعی |
| 25 | کشف الاسرار شرح اصول بزدوی' | علامہ عبد العزیز بخاری حنفی |
| 26 | الاذکار | علامہ نووی |
| 27 | احیاء العلوم | امام غزالی علیہ الرحمہ |
| 28 | الزواجر | امام ابن حجر ھیتمی |
| 29 | المدخل | امام ابن الحاج |
| 30 | دلائل النبوة | امام بیہقی |
| 31 | معجم الشیوخ | ابنِ عساکر |
| 32 | الاشراف فی منازل الاشراف | ابن ابی الدنیا |
| 33 | مدارة الناس | ابن ابی الدنیا |



| | | |
|---|---|---|
| 34 | مجمع الزوائد | علامہ ھیتمی |
| 35 | جمع الجوامع | علامہ سیوطی |
| 36 | الطبقات الکبریٰ | ابن سعد |
| 37 | الاصابہ فی تمییز الصحابہ | علامہ ابن حجر |
| 38 | اسدالغابہ | ابن اثیر |
| 39 | الروض الانف ' | امام سھیلی |
| 40 | تاریخ اسلام و وفیات المشاھیر والاعلام | امام ذھبی |
| 41 | البدایہ و النھایہ | علامہ ابن کثیر |
| 42 | تاریخ دمشق | ابن عساکر |
| 43 | صحیح مسلم | امام نووی |
| 44 | ایثار الانصاف فی الآثار الخلاف | سبط ابن جوزی |

قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی معتبر کتب کی
روشنی میں زکوٰۃ کے جدید مسائل کا مجموعہ

مصنف


ابو اُسید محمد جنید رضا عطاری المدنی

# وقف کے شرعی مسائل

مسجد مدرسہ اور دیگر اوقاف کے شرعی مسائل پر مشتمل ایک مستند اور جامع کتاب

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم قادری مدظلہ العالی

مکتبہ اہلِ سنّت

امین پور بازار فیصل آباد
041-2002111
0321-6639552